اسلام اور ہمارا قانونی نظام

(عبدالقادر عودہ شہید)

(۴)

اسلام میں ذلت گوارا نہیں اسلام کبھی اسے پسند نہیں کرتا کہ مسلمان دب کر رہیں۔ ایک مسلمان نرمی اور عاجزی صرف اپنے مسلمان بھائی کے بالمقابل ہی اختیار کر سکتا ہے۔ اسلام کے دشمنوں کے لیے وہ نرم چارا نہیں ہے۔

أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ (المائدہ) — مومنین کے مقابلے میں نرم ہیں، کافروں کے بالمقابل سخت ہیں۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (الفتح) — محمدؐ، اللہ کے رسول، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کافروں پر سخت اور آپس میں مہربان ہیں۔

حقیقت میں مسلمانوں کا مقام دنیا میں ذلت کا نہیں، بلکہ عزت اور غلبے کا ہے:-

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ — اور اللہ کے لیے ہے عزت اور اس کے رسول کے لیے اور

(بقیہ مذہب اور قانون کا باہمی رشتہ)

کی وساطت ہی سے ہو سکتی ہے۔ سچائی اور انصاف کی پہچان روح کو ہے اور روح کو زندگی اور جِلا مذہب کے طفیل ہی ملتی ہے۔ قانون تو سچائی اور انصاف کو نافذ اور منطبق کرنے کا محض ایک ناقص اور ادھورا وسیلہ ہے جس کا ظہور صرف خارجی یعنی دین اور ظاہر کے معاملات میں ہوتا ہے۔ جس دن روئے زمین پر سے مذہب کا خاتمہ ہو جائے گا، اُسی دن زمین پر سے سچائی اور عدل کا بھی جنازہ اُٹھ جائے گا۔ اپنے آباؤاجداد کے مذہب سے دُور ہوئے اور دُور رہے ہم پر مدتہائے دراز گزر چکی ہیں۔ آئیے ہم اس کی طرف لوٹیں کیونکہ یہی اور صرف یہی ایک شے ہے جو ہمیں بچا سکتی ہے!!!

الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (المنافقون) — مومنین کے لیے لیکن منافقین جانتے نہیں۔

اسلام نے مسلمانوں پر واجب کیا ہے کہ وہ اپنے اس مقام عزت پر یقین و اعتقاد رکھیں اور اس امر کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیں کہ وہ اللہ کے وعدے کو سچا ثابت کر دکھائیں گے اور اپنی امت کو اس مقام پر فائز کریں گے جو اللہ نے اس کے لیے پسند فرمایا ہے۔ یہ مقام درحقیقت دنیا کی تعلیم و ہدایت اور امامت و قیادت کا مقام ہے۔

كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ۔ (البقرہ: ۱۴۳)

اسی طرح بنایا ہے ہم نے تمہیں ایک بیچ کی امت تاکہ تم ہو گواہ تمام لوگوں پر۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران: ۱۱۰)

تم ایک بہترین امت ہو جو تشکیل کی گئی ہے تمام لوگوں کے لیے تم حکم دیتے ہو نیکی کا اور روکتے ہو برائی سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔

ہجرت اسی تعلیم کا یہ تقاضا ہے کہ مسلمان سے یہ بھی مطالبہ کیا گیا ہے کہ جس سرزمین میں اُسے عزت اور سرفرازی کا مقام حاصل نہ ہو اور نہ ہی وہاں ایسے اسباب مہیا ہو سکتے ہوں جن سے مسلمان کو عزت و تمکین حاصل ہو سکتی ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسی سرزمین کی جانب ہجرت اختیار کرے جہاں ایسے اسباب فراہم ہوں یا فراہم ہو سکنے کی توقع ہو۔ ایسے شخص کے لیے اللہ کا وعدہ یہ ہے کہ اُسے زمین میں قرار اور ٹھکانا نصیب ہو گا۔ اور اگر اس کی تلاش میں اُس کی زندگی ختم ہو جائے گی تو اس کا اجر اللہ کے ہاں ضائع نہ ہو گا۔

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (النساء: ۱۰۰)

اور جو ہجرت کرے گا اللہ کی راہ میں، پائیگا زمین میں ٹھکانا بہت اور فراخی اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے مہاجر بن کر اللہ اور اس کے رسول کی جانب پھر آلے اُسے موت پس ثابت ہو گیا اس کا اجر اللہ پر۔

اگر ایک مسلمان ذلت اور ضعف پر راضی اور قانع ہو جائے، حالانکہ وہ ہجرت کی قدرت رکھتا ہو تو اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں ہے، اسلام کا دعویٰ اُس کے کسی کام نہیں آئے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس نے

ذلت و مسکنت کے طوق کو خود گلے میں ڈالا ہے۔ اسلام نے اُسے ہرگز اس کی اجازت نہیں دی ہے کہ وہ ہمیشہ کے لیے اس خواری اور رسوائی میں مبتلا رہے۔ اسلام نے مسلمان کو حتی الوسع غیر مسلموں کے معاشرے میں رہنے سے منع کیا ہے کیونکہ یہ کمزوری کی علامت ہے اور ایسی حالت میں مسلمان کو غیر مسلموں کا تابع بن کر رہنا پڑتا ہے۔ حالانکہ مسلمان سوائے اللہ کے کسی کا تابع نہیں ہو سکتا۔

قرآن کا ارشاد ہے :۔

اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۔ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۔

(النساء - ۹۷)

وہ لوگ جن کی روح قبض کر رہے تھے فرشتے جبکہ وہ ظلم کرنے والے تھے اپنی جانوں پر، کہا فرشتوں نے کس حال میں تھے تم۔ کہا انہوں نے، تھے ہم کمزور بنا دیئے گئے زمین میں۔ انہوں نے کہا کیا نہیں تھی زمین اللہ کی وسیع کہ تم ہجرت کر جاتے اس میں"۔ پس یہی لوگ ہیں ٹھکانا ہے ان کا جہنم اور برا ٹھکانا ہے۔ مگر وہ لوگ جو کمزور ہوں مردوں عورتوں اور بچوں میں سے کہ نہ تو چارہ کار رکھتے ہوں اور نہ راہ پاتے ہوں، پس قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن سے درگزر فرمائے اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :۔

انا بریٔ من کل مسلم یقیم بین اظہر المشرکین، قیل یا رسول اللہ ولم؟ قال لا تراءی نارا ھما۔

میں بری الذمہ ہوں ہر اس مسلم سے جو مشرکین کے اندر مقیم رہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اُن کے چولہے آمنے سامنے نہیں ہونے چاہییں۔ ان کی معاشرت اور رہن سہن بالکل الگ ہونا چاہیے۔

من جامع المشرك وسكن معه فهو مثله۔

جس شخص کی آمد و رفت اور سکونت مشرک کے ساتھ رہی، وہ اسی کی مانند ہے۔

لا تنقطع الهجرة حتى تنقطع التوبة ولا تنقطع التوبة حتى تطلع الشمس فى مغربها۔	ہجرت ختم نہیں ہوگی جب تک توبہ نہ ختم ہو اور توبہ نہیں ختم ہوگی جب تک سورج مغرب سے نہ نکلے۔

اسلام ظلم سے مصالحت نہیں کرتا اسلام اس بات کی اجازت ہرگز نہیں دیتا کہ ظالم اور زیادتی کرنے والے مقابل میں خاموش رہا جائے اور برائی کے سامنے سر جھکا دیا جائے۔ اسلام ہمیں یہ نہیں سکھاتا کہ ہم اقوام یورپ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیں اور جو مظالم وہ اسلامی ممالک پر ڈھا رہے ہیں ہم اُسے ٹھنڈے پیٹوں برداشت کریں۔ ضروری ہے کہ طاقت کا جواب طاقت سے دیا جائے، تلوار کا مقابلہ تلوار سے کیا جائے۔ حتیٰ کہ ہمارے غصب کردہ حقوق ہمیں واپس مل جائیں، ہمارے دشمن ناکام و نامراد ہو کر رہ جائیں، اور ہمارے ممالک میں اقتدار خالص اسلام اور مسلمانوں کے قبضے میں آجائے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ۔ (البقرہ: ۱۹۴)	ماہ حرام کے بدلے ماہ حرام ہے اور حرمتوں میں بدلہ ہے پس جو کوئی زیادتی کرے تم پر، تم زیادتی کرو اُس پر اتنی جتنی زیادتی کی ہے اُس نے تم پر۔
جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا (شوریٰ: ۴۰)	برائی کا بدلہ برائی ہے اتنی ہی۔

جہاد فرض ہے اسلام کے دشمنوں سے جہاد اللہ نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور جہاد میں ہر طرح کی مالی اور جانی قربانی اور جدوجہد شامل ہے، قرآن میں جہاد پر بار بار زور دیا گیا ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ (البقرہ: ۲۱۶)	تم پر فرض کیا گیا ہے لڑنا اور وہ ناپسند ہے تمہیں اور شاید کہ تم ناپسند کرو ایک چیز کو اور وہ بہتر ہو تمہارے لیے۔
وَقَاتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ۔	اور لڑو اللہ کی راہ میں اُن سے جو لڑتے ہیں تم سے۔
وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (الانفال: ۳۹)	اور جنگ کرو اُن سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ اور ہو جائے دین سارے کا سارا اللہ کے لیے
وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ	اور قتل کرو انہیں جہاں پاؤ تم انہیں اور نکالو انہیں جہاں سے

مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ (البقرہ: ١٩١)

اُنہوں نے نکالا ہے تمہیں۔

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ (النساء: ٧٤)

پس لڑنا چاہیے اللہ کی راہ میں اُن لوگوں کو جو بیچتے ہیں دنیا کی زندگی کو آخرت کے عوض۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ (النساء: ٧٥)

اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ نہیں لڑتے تم اللہ کی راہ میں اور کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کے لیے۔

اَلَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا۔ (النساء: ٧٦)

وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور جو لوگ کافر ہوئے ہیں لڑتے ہیں طاغوت کی راہ میں پس جنگ کرو شیطان کے دوستوں سے۔ یقیناً شیطان کی چال ضعیف ہوتی ہے۔

اِنْفِرُوا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔ (التوبہ: ٤١)

نکلو ہلکے پھلکے اور سازو سامان سے کر بھی اور جہاد کرو اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کے رستے میں۔

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً۔ (التوبہ: ٣٦)

اور سارے کے سارے قتال کرو مشرکین سے جس طرح وہ قتال کرتے ہیں تم سے سارے کے سارے۔

وَقَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ (التوبہ: ٢٩)

لڑو ان لوگوں سے جو نہیں ایمان لاتے اللہ پر اور یوم آخر پر اور نہیں حرام سمجھتے اُسے جسے حرام کیا ہے اللہ اور اُس کے رسول نے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ۔ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ (الصف: ٢)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو کیا میں تمہیں بتاؤں وہ تجارت جو نجات دے تم کو دردناک عذاب سے۔ تم ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

فقہاء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ جہاد کن حالات میں فرض عین ہے اور کن حالات میں فرض کفایہ ہے لیکن مندرجہ ذیل صورتوں میں جہاد بالاتفاق فرض عین ہے :-

(۱) جب لشکرِ اسلام اور لشکرِ کفار میدانِ جنگ میں باقاعدہ مورچہ بند ہو کر لڑیں، تو ایسی لڑائی میں آخر دم تک لڑنا فرضِ عین ہے، اور سپہ سالار کی اجازت کے بغیر پیٹھ پھیرنا حرام ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا (الانفال: ۴۵)	اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو جب کسی لشکر سے تمہاری مٹھ بھیڑ ہو تو ڈٹ جاؤ۔
يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ (انفال: ۱۵)	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم مقابلہ کرو اُن لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا ہے مورچہ جما کر اور صفیں باندھ کر تو پھر پیٹھ مت موڑو۔

(۲) جب امام مسلمین کی طرف سے نفیرِ عام ہو جائے یعنی ہر قابلِ جنگ مرد کو لڑنے کی دعوت دیدی جائے تو ایسی صورت میں بھی جہاد فرضِ عین ہو جاتا ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ۔ (التوبہ: ۳۸)	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے نکلو اللہ کی راہ میں، تو تم زمین کے ساتھ لگے جا رہے ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

اذا استنفرتم فانفروا	جب تمہیں نکلنے کے لیے کہا جائے تو نکلو۔

(۳) جب کفار کسی اسلامی ملک میں داخل ہو جائیں تو وہاں کے تمام باشندوں پر جہاد فرضِ عین ہو جاتا ہے، کیونکہ قرآن میں ہے : وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ۔ اور اس سے بڑھ کر اور فتنہ کیا ہو سکتا ہے کہ بلادِ اسلامیہ کفار کے زیرِ تسلط ہوں۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کفار دارالاسلام کی کسی غیر آباد اور ویران جگہ پر بھی قابض ہوں تب بھی اُن کے خلاف جہاد فرض ہے۔ بعض فقہاء کا خیال ہے کہ کفار کے ملک کے اندر گھس آنے پر بوڑھوں، عورتوں، مریضوں اور معذوروں پر بھی جہاد فرض ہو جاتا ہے، حالانکہ بالعموم عورتوں کو اس

خدمت سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ کیا عورتوں پر بھی جہاد فرض ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا تھا "جھاد لا قتال فیہ الحج والعمرۃ" (عورتوں کے لیے ایسا جہاد ہے جس میں قتال نہیں ہے، یعنی حج اور عمرہ)۔

جہاد کے لیے دائمی تیاری مسلمانوں پر صرف یہی فرض نہیں ہے کہ وہ جنگ کی پکار پر لبیک کہیں اور موقع آنے پر قدم پیچھے نہ ہٹائیں، بلکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہر وقت جہاد کے لیے آمادہ رہیں، کیل کانٹے سے لیس رہیں اور فوجی طاقت اس حد تک فراہم کر رکھیں کہ دشمن مرعوب رہے اور مسلمانوں پر حملہ کرنے کا خیال بھی اُس کے دل میں نہ آنے پائے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِانْفِرُوْا جَمِيْعًا ۔ (النساء - ۷۱)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے بچاؤ کا سامان کر رکھو، پھر نکلو گروہ در گروہ یا نکلو سب کے سب۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۔ (الانفال : ۶۰)

اور تیار کر رکھو جتنا تم کر سکتے ہو طاقت میں سے اور بندھے ہوئے گھوڑوں میں سے جن سے تم ڈراؤ گے اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو اور ان کے علاوہ کچھ دوسرے لوگوں کو جنہیں تم نہیں جانتے ہو، اللہ جانتا ہے ان کو۔

اس لحاظ سے ہر وہ ساز و سامان اور ہر وہ تدبیر مسلمانوں کے لیے ضروری ہے جو ہماری جنگی قوت و مہارت میں اضافہ کرے۔ جنگی تربیت، تیر، لاٹھی، تلوار، اور آتشیں اسلحہ جات کا استعمال، جنگی گاڑیوں، ٹینکوں، ہوائی اور بحری جہازوں کو چلانا سب اسی ضمن میں آتا ہے۔ کشتی، تیراکی اور شہسواری وغیرہ بھی اسی کے تحت آتی ہے۔ اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اسلحہ سازی اور سامانِ حرب کی صناعت کا کام بھی مسلمان خود سرانجام دیں۔

رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی

جان لو کہ "قوت" (جس کے پیدا کرنے کا قرآن میں حکم ہے)

المسلم القوی خیر واحب الی اللہ من المسلم

تیر اندازی اور نشانہ بازی ہے۔ طاقتور مسلم اللہ کے نزدیک

الضعیف۔ ان اللہ یدخل بالسہم الواحد ثلاثۃ فی الجنۃ، صانعہ یحتسب فی صنعہ الخیر، الرامی بہ، ومنبلہ

زیادہ اچھا اور پسندیدہ ہے بہ نسبت کمزور مسلم کے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ داخل کرے گا ایک تیر کے طفیل تین کو جنت میں، اُس کے بنانے والے کو (جو خیر کی نیت سے اسے بناتا ہے) اس کے استعمال کرنے والے کو اور استعمال کے لیے دینے والے کو۔

ارموا وارکبوا وان ترموا احب الیّ من ان ترکبوا۔ مَنْ عَلِمَ الرمی ثم ترکہ فلیس منا

نشانہ بازی اور شہسواری سیکھو اور مجھے تمہاری نشانہ بازی، سواری سے زیادہ پسند ہے۔ جس نے تیر اندازی سیکھ کر اُسے ترک کر دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

ستُفتح علیکم ارضون ویکفیکم اللہ فلا یعجز احدکم ان یلھو بسھمہ۔

تم کئی ممالک کو فتح کروگے اور اللہ تمہارے لیے کافی ہوگا پس تیر اندازی نہ چھوڑنا۔

عملاً بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ پیدل دوڑوں اور اونٹوں گھوڑوں کی دوڑوں میں شریک ہوتے، اپنے سامنے ان کے مقابلے کرائے اور ایسے مشاغل کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ ایک مرتبہ تیر اندازی کے ایک مقابلے میں آپؐ ایک فریق میں شامل ہوئے تو دوسرے فریق نے عرض کیا "ہم اُس گروہ پر کیسے تیر چلائیں جس میں آپ ہیں" آپؐ نے فرمایا

ارموا وانا معکم کلکم

تم تیر چلاؤ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

آپؐ کے عمل سے کشتی اور تیر اندازی بھی ثابت ہے۔

اجرِ جہاد | اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ کے عوض میں اجرِ عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے "اسلام کی چوٹی" قرار دیا ہے۔ اجرِ جہاد سے متعلق آیاتِ قرآنی میں سے چند آیات یہ ہیں:۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ۔ (البقرہ: ۲۱۸)

وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے ہجرت اور جہاد کیا ہے اللہ کی راہ میں یہی لوگ ہیں جو اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا

وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے ہجرت اور جہاد کیا

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِہِمْ وَاَنْفُسِہِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفَآئِزُوْنَ (التوبہ - ۲۰)

اللہ کے رستے میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے بہت بڑھ کر ہیں درجے میں اللہ کے ہاں اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔

لَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃٌ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ۔ (آل عمران - ۱۵۷)

اگر تم مارے گئے اللہ کی راہ میں یا مر گئے، تو مغفرت اللہ کی طرف سے اور رحمت بہتر ہے اُس سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ یُرْزَقُوْنَ۔ (آل عمران - ۱۶۹)

مت سمجھو تم اُن لوگوں کو جو قتل ہوئے اللہ کی راہ میں مُردہ، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔

فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِہِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ عَنْہُمْ سَیِّاٰتِہِمْ وَلَاُدْخِلَنَّہُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الثَّوَابِ۔ (آل عمران - ۱۹۵)

پس وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور جو نکالے گئے اپنے گھروں سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے اور مارے گئے، میں ضرور اُن کی برائیاں دور کروں گا اور ضرور داخل کروں گا انہیں باغات میں، جاری ہیں جن کے نیچے نہریں، بطور اجر اللہ کی طرف سے اور اللہ کے پاس بہت اچھا بدلہ۔

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ۔ (التوبہ - ۱۱۱)

اللہ نے خرید لیا ہے مومنوں سے اُن کی جانوں اور مالوں کو اس کے عوض میں کہ ان کے لیے جنت ہے۔ وہ لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں، پس مارتے ہیں اور مارے جاتے ہیں۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَہُمْ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ (البقرہ - ۲۶۱)

مثال اُن لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں ایسی مثال ہے جیسے ایک دانہ ہو جس سے سات خوشے اُگیں اور ہر خوشے میں سو دانے ہوں اور اللہ دوچند کرتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :۔

الا اخبرکم بخیر الناس قالوا بلی یارسول اللہ قال رجل بمسک براس فرسہ فی سبیل اللہ حتیٰ یموت او یقتل۔

کیا نہیں سب سے بہتر انسان کی خبر دوں صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا، وہ انسان جو اپنے گھوڑے کو تھامے رہے یہاں تک کہ وہ مر جائے یا مارا نہ جائے۔

رباط یوم فی سبیل اللہ خیر من الف یوم فیما سواہ من المنازل۔

اللہ کی راہ میں ایک دن کا پہرہ دوسری منازل کے ایک ہزار دن سے بہتر ہے۔

۱۹۳۶ء کا معاہدہ مصر ۱۹۱۹ء سے اپنی آزادی کے لیے کوشاں ہے۔ سولہ سال تک انگریزوں سے بھیک مانگتے رہنے کے بعد ۱۹۳۶ء میں انگریز از راہ نوازش ایک معاہدہ کرنے پر آمادہ ہوئے جسے "معاہدۂ شرف و استقلال" کا نام دیا جاتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سادہ لوحی اور دریوزہ گری کا بدترین مظاہرہ ہے۔ اس معاہدے کی رُو سے دراصل ہم نے تسلیم کر لیا ہے کہ ہماری آزادی کے پاسبان اور اجارہ دار انگریز ہیں۔ بعد کے تجربے نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ یہ معاہدہ ایک سراب اور اسم بے مسمیٰ سے زیادہ کچھ نہیں ہے، اس معاہدے میں جو جو شرائط ہمارے حق میں کچھ بھی مفید ہو سکتی تھیں انگریزوں نے انہیں ایک ایک کر کے توڑا ہے۔ مثلاً اس میں ایک شرط یہ تھی کہ انگریز ہمارے داخلی معاملات میں دخل نہیں دیں گے۔ اس شرط کی خلاف ورزی کی نمایاں ترین مثال یہ ہے کہ ۴ر فروری ۱۹۴۲ء میں انگریزوں نے حکومت مصر سے الاخوان المسلمون کو خلاف قانون قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ معاہدے کی ایک شرط یہ تھی کہ اگر ایک فریق کی کسی ملک سے جنگ ہو تو دوسرا اس کی مدد کرے گا۔ ہم نے انہیں جنگ میں ہر طرح کی امداد دی مگر جب یہودیوں سے ہماری لڑائی کی نوبت آئی تو انگریزوں نے وعدہ کر لینے کے باوجود اسلحہ قیمتاً دینے سے بھی انکار کر دیا۔ ۱۹۴۸ء میں مصریوں کے اندر انگریزوں کے خلاف شدید جذبات مشتعل ہو چکے تھے اور مصر میں انگریزی اثر و نفوذ کا خاتمہ بالکل قریب نظر آ رہا تھا۔ اس صورت حال کے پیدا کرنے میں سب سے زیادہ حصہ الاخوان کا تھا۔ انگریزوں نے دوبارہ حکومت مصر کو ان کے خلاف اُبھارنا اور استعمال کرنا شروع کیا۔ چنانچہ بجائے اس کے کہ حکومت دشمن کے خلاف زور آزمائی کرتی، انہیں چھوڑ کر

اس نے اپنے بھائیوں کو ظلم و ستم اور تعذیب کا نشانہ بنایا۔انہیں جیلوں میں ٹھونسا گیا اور ان کی جان، مال اور آبرو پر ایسے ایسے وحشیانہ حملے کیے گئے کہ انسان ان کا تصور کرتے ہوئے بھی لرز جاتا ہے۔

اعدائے اسلام سے موالات حرام ہے | غیر مسلموں سے دوستی اور بھائی چارہ ازروئے اسلام حرام ہے۔ایک مسلمان کا عمل ہمیشہ خالص اسلام اور مسلمین کے مفاد کی خاطر ہونا چاہیے اور اس سے کفار کی خیر سگالی ہرگز مقصود نہیں ہونی چاہیے۔اسلام کا قاعدہ یہ ہے کہ مسلمان کا دوست اور ہمدم مسلمان ہے، اور کافر کا کافر۔تمام دنیا کے مسلمان ایک امت اور ایک قوم ہیں اور تمام دنیا کے کفار ملت واحدہ ہیں۔قرآن میں ہے:۔

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً (المومنون ۵۲) — اور یہ کہ تمہاری یہ امت ایک ہی قوم ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات - ۱۰) — مومنین تو ایک برادری ہیں۔

اسلام نے غیر مسلموں سے دوستی اس لیے منع فرمائی ہے کہ اس سے مسلمانوں کی صفوں میں سخت انتشار اور فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے۔اسلام اُن غیر مسلموں سے تو حسن سلوک اور ربط و ضبط کی اجازت دیتا ہے جنہوں نے مسلمانوں سے لڑائی یا اُن پر کوئی زیادتی نہ کی ہو لیکن جن کفار نے مسلمانوں سے جنگ کی ہو اور ظلم و عدوان سے کام لیا ہو ان سے مودت و محبت اور میل جول رکھنے کی ممانعت ہے۔قرآن میں یہ مضمون نہایت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۔ (آل عمران - ۲۸) — مت بنائیں مومنین کافروں کو دوست، مومنوں کو چھوڑ کر۔ اور جو ایسا کرے گا اُس کا اللہ سے کوئی واسطہ نہیں، مگر یہ کہ تم ان سے بچ کر رہو

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۔ (التوبہ - ۷۱) — اور مومن مرد اور مومن عورتیں اُن میں سے بعض، بعض کے ملی ہیں۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۔ (الانفال) — اور وہ لوگ جو کافر ہوئے وہ ایک دوسرے کے اولیاء ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ (المائدہ - ۵۱) — اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو مت بناؤ یہود اور نصاریٰ کو دوست، اُن کے بعض بعض کے دوست ہیں اور جو اُن سے دوستی رکھے تم میں سے پس وہ انہی میں سے ہے۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ (المائدہ - ۵۵)

تمہارا ساتھی تو اللہ اور اس کا رسول ہے۔

الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَيَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا۔ (النساء - ۱۳۹)

جو لوگ بناتے ہیں کافروں کو رفیق مومنوں کو چھوڑ کر، کیا وہ تلاش کرتے ہیں ان کے ہاں عزت پس یقیناً عزت اللہ کے لیے ہے ساری کی ساری۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ۔ (الممتحنہ - ۱)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو مت بناؤ میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ساتھی تم اظہار کرتے ہو ان کی طرف محبت کا حالانکہ انہوں نے کفر کیا ہے اس کا جو آیا ہے تمہارے پاس حق میں سے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ (آل عمران - ۱۱۸)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو مت بناؤ ہمراز اپنے سوا دوسروں کو۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ۔ (المجادلہ - ۲۲)

تم نہیں پاؤ گے کسی گروہ کو جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور یوم آخرت پر کہ وہ محبت کرتا ہو اس سے جس نے مخالفت کی ہے اللہ اور اس کے رسول کی خواہ وہ ان کے باپ ہوں، ان کے بیٹے ہوں، ان کے بھائی ہوں یا ان کے خاندان والے ہوں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ۔ (التوبہ - ۲۳)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو مت بناؤ اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو ساتھی اگر انہوں نے پسند کیا ہے کفر کو ایمان کے بدلے۔

تَرَىٰ كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ وَلَوْ

تم دیکھتے ہو بہت سے ان میں سے محبت کرتے ہیں ان لوگوں سے جو کافر ہوئے اور بہت برا ہے جو آگے بھیجا ہے ان کے لیے ان کی جانوں نے، یہ کہ ناراض ہوا اللہ ان پر اور